© rasailojaraid.com

تاریخ فرضیت حج

مولانا ابوالکلام آزادؒ

اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعہ تعلیم ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا، لیکن انہوں نے خانہ کعبہ کے کنگرے پر چڑھ کر تمام دنیا کو جو دعوت عام دی تھی، اس کی صدائے بازگشت اب تک عرب کے درودیوار سے آرہی ہے۔

﴿و اذ بوأنا لابراهيم مكان البيت ان لا تشرك بي شيئا و طهر بيتى للطائفين والقاعدين والركع السجود○ واذن فى الناس بالحج ياتوك رجالا وعلى كل ضامر ياتين من كل فج عميق﴾

"اور جب ہم نے حضرت ابراہیم کے لئے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا کہ ہماری قدوسیت وجبروت میں اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور اس گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے ہمیشہ پاک ومقدس رکھنا! ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار بلند کردو! لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے، ان میں پیادہ پا بھی ہوں گے اور وہ بھی جنہوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دوردراز مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی۔"

بدعات ومحدثات جاہلیت:......لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ مل جاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہوجاتا ہے، اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا، لیکن بدعات واختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کردیا تھا۔

(۱)......خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ "کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا" ﴿ان لاتشرك بى شيئا﴾ لیکن اب خدا کا یہ گھر تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز بن گیا تھا اور ان کا طواف کیا جاتا تھا۔

(۲)......خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دنیوی فوائد کے ساتھ خدا کا ذکر قائم کیا جائے، لیکن اب صرف آباؤ اجداد کے کارنامہ ہائے فخر وغرور کے ترانے گائے جاتے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳)......حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا، اسی لئے تمام عرب بلکہ تمام دنیا کو اس کی دعوت عام دی گئی اور سب کو وضع ولباس میں متحد کر دیا گیا، لیکن قریش کے غرور وفضیلت نے اپنے اپنے لئے خاص امتیازات قائم کر لئے تھے، جو اصول مساوات کے بالکل منافی تھے، مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا، لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متولیات حرم، حرم کے باہر نہیں جا سکتے، جس طرح آج کل کے امراء فساق اور والیان ریاست، عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آکر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

(۴)......قریش کے سوا عرب کے تمام مرد وزن برہنہ طواف کرتے تھے، ستر عورت کے ساتھ صرف وہی لوگ طواف کر سکتے تھے، جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا اور قریش نے اس کو بھی اپنی اظہار سیادت کا ایک ذریعہ بنالیا تھا۔

(۵)......عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا، لیکن اہل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ”جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے، تب عمرہ جائز ہو سکتا ہے۔“

(۶)......حج کے تمام اجزاء وارکان میں یہود یا رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہو گیا تھا، اپنے گھر سے پاپیادہ حج کرنے کی منت ماننا، جب تک حج ادا نہ ہو جائے، خاموش رہنا، قربانی کے اونٹوں پر کسی حالت میں سوار نہ ہونا، ناک میں نکیل ڈال کر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف نہ کرنا، زمانہ حج گھر کے اندر دروازے کی راہ نہ گھسنا، بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کے آنا، در ودیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چھاپہ لگانا، عرب کا عام شعار ہو گیا تھا۔

ظہور اسلام وتزکیۂ حج:......اسلام درحقیقت دین ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی، اس لئے وہ ابتداء ہی سے اس حقیقت گمشدہ کی تجدید واحیاء میں مصروف ہو گیا، جس کا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا، اسلام کا مجموعۂ عقائد وعبادات صرف توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سے مرکب ہے، لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے، جس سے اس تمام مجموعہ کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے اور یہ تمام ارکان کے اندر جمع ہو گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف خانہ کعبہ ہی کے ساتھ متعلق کر دیا۔

﴿انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذي حرمها وله كل شيء وامرت ان اكون من المسلمين﴾

”مجھ کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے خدا کی عبادت کروں جس نے اس کو عزت دی، سب کچھ اسی خدا کا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے، کہ میں اس کا فرماں بردار مسلم ہوں۔“

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطور لازم وملزوم کے کیا۔

﴿ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام فالهكم اله واحد فله اسلموا و بشر المخبتين﴾

”اور ہر ایک امت کے لئے ہم نے قربانی قرار دی تھی تا کہ خدا نے ان کو جو چار پائے بخشے ہیں، ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں، پس تم سب کا خدا ایک ہی ہے، اسی کے تم سب فرمانبردار بن جاؤ اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعے دین حق کی بشارت دو۔" (حج)

اسلام خدا کا ایک فطری معاہدہ تھا جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کر دیا تھا، اس لئے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روز اول ہی اس کے ثمرات سے محروم کر دیا۔

﴿واذ ابتلیٰ ابراهیم ربه بکلمات فأتمهن قال انی جاعلك للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین﴾ (بقرہ)

"جب خدا نے چند احکام کے ذریعے ابراہیم کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اترے تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اور میری اولاد کو بھی؟ ارشاد ہوا کہ ہاں مگر اس قول و قرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔"

امت مسلمہ:......خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن "کلمات" کے ذریعے آزمایا اور جن کی بناء پر انہیں دنیا کی امامت عطا ہوئی، وہ اسلام کے اجزاء اولین یعنی توحید الٰہی، قربانی نفس وجذبات، صلوٰۃ الٰہی کا قیام اور معرفت دین فطری کے امتحانات تھے، اگرچہ ان کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہدے سے محروم ہو گئے۔ قال لا ینال عهدی الظالمین، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لئے خود انہوں نے خدا سے دعا کی تھی۔

﴿ان ابراهیم کان امة قانتا لله حنیفا﴾

"حضرت ابراہیم تو بظاہر ایک فرد واحد تھے مگر ان کی فعالیت روحانیہ والہیہ کے اندر ایک پوری قوم قانت ومسلم پوشیدہ تھی"۔ (۱۶ع۴)

اجزاء حج:......اب اس "امت مسلمہ" کے ظہور کا وقت آگیا اور وہ رسول مزکی وموعودہ، غار حراء کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا تاکہ اس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے، وہ روشنی تمام دنیا کو بھی دکھلا دے۔

﴿یخرجهم من الظلمات الی النور﴾ ﴿لقد جاء کم من الله نور و کتاب مبین﴾

"وہ پیغمبران کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی کھلی ہدایتیں دینے والی کتاب آئی۔"

وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا، لیکن اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گزرنا ضروری تھا، چنانچہ اس نے ان مرحلوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے بتدریج گزرنا شروع کیا، اس نے غار حراء سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو عہد لیا تھا، اس کی پہلی شرط یہی تھی۔ ''ان لاتشرك بى شيئا '' پھر اس نے صف نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خدا ہی کے آگے سر جھکانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ ''وطهر بيتى للطائفين والقائمين والركع السجود '' اس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تھا۔

﴿فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فى الحج﴾ (بقرہ)

''جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا عزم کرلیا تو اس کو ہر قسم کی نفس پرستی، بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔''

اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت، بہتان، فسق و فجور، مخاصمت و تنازعت اور نفس پرستی سے روکتا ہے جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا:

﴿ ثم اتموا الصيام الى الليل ولا تباشروهن وانتم عاكفون فى المساجد ﴾ (بقرہ)

'' پھر رات تک روزہ پورا کرو اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی ان سے الگ رہو۔''

اس نے زکوۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا:

﴿ فكلوا منها واطعموا البائس الفقير ﴾

''قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔''

فتح مکہ:......اس طرح جب اس ''امت مسلمہ'' کا روحانی خاکہ تیار ہوگیا تو اس نے اپنی طرح ان کو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاہا، اس غرض سے اس نے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴-۱۵سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا کہ یہ پہلے اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے جائیں، لیکن یہ کاروان ہدایت راستے ہی میں مقام حدیبیہ روک دیا گیا، دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبہ کی اجازت ملی اور آپ مکہ میں قیام کرکے چلے آئے، اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کردیئے تھے، صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا، اسے بھی فتح مکہ نے ہموار کردیا۔

دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح و حول البيت ستون و ثمان مائة نصب فجعل يطعنها بعود في يده و يقول : ﴿جاء الحق و زهق الباطل ﴾ .(صحيحين)

''آنحضرت فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے گرد تین سو ساٹھ بت نظر آئے، آپ ان کو ایک ایک کرکے لکڑی کے ذریعے ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: ''جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ''یعنی حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سامنے ٹھوکر کھائی، باطل پامال ہونے ہی کے قابل تھا۔"

فرضیت حج:......اب میدان بالکل صاف تھا، راستے میں ایک کنکری بھی سنگ راہ نہیں ہوسکتی تھی، باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا، بیٹے نے اسی حالت میں اس پر قبضہ کرلیا، تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام وکفر کا معیار صداقت قرار دیا، جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے، اب وقت آ گیا تھا کہ دنیا کو اس جدید النشأۃ "امت مسلمہ" کے قالب روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا، اس لئے دوبارہ اسی دعوت نامہ کا اعادہ کیا گیا جس کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈال دیا تھا مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبی امی پر موقوف تھا۔

﴿ولله على الناس البيت من استطاع اليه سبيلا﴾

"جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں، ان پر اب حج فرض کردیا گیا۔"

تکمیل حج:......اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور آپ کے گرد ۱۳-۱۴ ہزار آدمی جمع ہوگئے، عرب نے ارکان حج میں بدعات واختراعات کا جو رنگ لگا دیا تھا، وہ ایک ایک کرکے چھڑا دیا گیا، آباؤ اجداد کے کارناموں کی بجائے خدا کی توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا۔

﴿فاذكروا الله كذكركم آباءكم او اشد ذكرا﴾

"زمانہ حج میں خدا کو اسی جوش وخروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔" (بقرہ)

قریش کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے اور تمام عرب کے ساتھ ان کو بھی عرفہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کردیا گیا۔

﴿ثم افيضوا من حيث افاض الناس واستغفروا الله ان الله غفور الرحيم﴾

"اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو اور فخر وغرور کی جگہ خدا سے مغفرت مانگو کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (بقرہ)

سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی اور مردوں سے زیادہ حیا سوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا، لیکن ایک سال پہلے ہی سے اس کی عام ممانعت کرادی گئی۔

أن أبا هريرة أخبره أن أبا بكر الصديق رضي الله عنه بعثه في الحجة التي أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط ...... في الناس ، ألا ، كا يحجج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريانا.(بخاری :۲/۱۵۳)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک حج کا امیر بنایا اور انہوں نے مجھ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا تا کہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک یا کوئی برہنہ شخص حج یا طواف نہ کر سکے گا۔''

زمانہ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہی کا احرام باندھا اور صحابہ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا، پاپیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کی گئی، قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا، ناک میں رسی ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا، گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا۔

﴿ليس البر بأن تأتوا البيوت من ظهورها و لكن البر من اتقىٰ وأتو البيوت من ابوابها واتقوا الله لعلكم تفلحون﴾

''یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ، نیکی تو صرف اس کی ہے جس نے پرہیز گاری اختیار کی، پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ، اور خدا سے ڈرو۔ یقین ہے کہ تم کامیاب ہو گے۔'' (بقرہ)

قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدویت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، اس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہنچتا کہ اس کے چھاپے سے دیواروں کو رنگین کیا جائے، خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے۔

﴿لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوىٰ منكم﴾ (الحج)

''خدا تک قربانی کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہنچتا، بلکہ اس تک صرف تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔''

یہ چھلکے اتر گئے تو خالص مغز ہی مغز باقی رہ گیا، اب وادی مکہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہو گئے، ایک طرف آب زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی، دوسری طرف ایک جدید النشأة قوم کا دریائے وحدت موجیں مار رہا تھا۔

اعلان عام و حجۃ الوداع:......لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیم کی حقیقت سے بے خبر تھی، اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مدوجزر تمام عرب دیکھ چکا تھا، مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی جدوجہد، فدویت، ایثار نفس و روح کا مقصد اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آ گیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑھ کر رکھا تھا:

﴿واذ قال ابراهيم رب اجعل هذا بلدًا امنا وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الآخر﴾

''جب ابراہیم نے کہا کہ خداوند اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اس کے باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں، تو ان کو ہر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرما۔'' (بقرہ)

جس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی، تمام دنیا فتنہ و فساد کا گہوارہ بن رہی تھی، دنیا کا امن و امان اٹھ گیا تھا، اطمینان و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکون کی نیند آنکھوں سے اڑگئی تھی، دنیا کی عزت وآبرو معرض خطر میں تھی، جان ومال کا تحفظ ناممکن ہوگیا تھا، کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کردیئے گئے تھے، عدالت کا گھر ویران، حریت انسانی مفقود اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی، کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا، جو ظلم وکفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو، اس لئے انہوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہوکر ایک ''وادی غیر ذی ذرع'' میں سکونت اختیار کی، وہاں ایک دارالامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح وسلام کی دعوت عام دی، اب ان کی صالح اولاد سے یہ دارالامن بھی چھین لیا گیا تھا، اس لئے اس کے واپسی کے لئے پورے دس سال تک اس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا، فتح مکہ نے جب اس کا مامن وملجا واپس دلا دیا، تو وہ اس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام کو ''گمشدہ حق کی واپسی'' کی بشارت دے، چنانچہ اونٹ پر سوار ہوکر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن وعدالت سنایا۔

خطبۂ حجۃ الوداع:......إن دماء كم وأموالكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهر كم هذا في بلدكم هذا ، ألا ! إن كل شيء من أمر الجاهلية تحت قدمي موضوع ہو دماء الجاهلية موضوعة وأول دم أضعه دماؤنا ابن ربيعة ،وربا الجاهلية موضوع وأول ربا أضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب... اللهم اشهد،اللهم اشهد،اللهم اشهد.(سنن أبي داود، كتاب الحج:١/٢٦)

''جس طرح تم آج کے دن کی، اس مہینہ کی، اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو، اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے، اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں، بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے، میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں، جاہلیت کی سودخوری کا طریقہ بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں، خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔'' (ابوداؤد جلد۱ص۲۶ کتاب الحج)

تکمیل دین الٰہی:......اب حق ہر پھر کے پھر اپنے اصلی مرکز پر آگیا اور باپ نے دنیا کی ہدایت وارشاد کے لئے جس نقطہ سے پہلا قدم اٹھایا تھا، بیٹے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی اور اسی نقطہ پر پہنچ کر اسلام کی تکمیل ہوگئی، اس لئے کہ اس نے تمام دنیا کو مژدہ امن سنایا تھا۔ آسمانی فرشتے نے بھی اس کو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دے دی۔

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا '' ''آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کردیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کردیئے، اور میں نے تمہارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا۔

☆......☆......☆

© rasailojaraid.com